THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

الحکم

قیمت جو ہر حالت میں پیشگی لی جاویگی

والیان ریاست اور امراء سے ... معاونین الحکم سے ... عوام سے ...

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷-۱۴-۲۱-۲۸ کو شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی عرض دارالاماں بینی ٭ ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

جلد ۲۵	مؤرخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء یوم یکشنبہ	نمبر ۳

حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح کی تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی یہ وہ تقریر ہے جو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۲ء کو ۳ بجکر ۲۵ منٹ پر شروع فرمائی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ مجھے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ اس تقریر کو میں لفظ بلفظ لکھ سکا ہوں۔ تاہم مینے کوشش کی ہے کہ اسکو لکھوں۔ صاف کرنیکے بعد اسکو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش بھی نہیں کیا گیا اسلیئے مجھے اعتراف ہے کہ بہت ممکن ہے اسمیں بہت کمیاں اور کمزوریاں ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ العزیز بہت بڑی حد تک یہ تقریر نہ صرف مفہوم کو بلکہ الفاظ کو ظاہر کرتی ہے ٭

درمیان میں ایک موقع پر ناظمان جلسہ نے مجھے اور ضروری کام کے لیئے طلب کرلیا۔ اور مجھے تعمیل حکم کے لیئے جانا لازمی ہوا اس حصہ میں مجھے اپنے دوسرے بھائیوں سے مدد لیکر مکمل کرنا ضروری ہوگا۔ بہرحال میں اس تقریر کو اس نیت اور مقصد سے شائع کرتا ہوں کہ صحت و اصلاح کے بعد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کب شائع ہو اور ان ضروری نصائح کا جلد تر پہنچنا لازمی ہے اسلیئے مینے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ پر عمل کرلیا ہے۔ (ایڈیٹر)

اظہار شکر اس ذات باری تعالیٰ کا شکر۔ فضل اور احسان ہے کہ پھر ہمیں اس سال محض اپنی عنایت اور شفقت کے ماتحت اسکے ایک شاکر کے گاؤں میں آنے اور اسیجگہ پر اس مبارک وقت میں جمع ہونیکا موقع دیا ہے جسکو اسکے بھیجے ہوئے مامور و مرسل نے ہمارے لیئے مقرر کیا تھا۔

آج ان رخصتوں کے ایام میں جو ایک مسیحی گورنمنٹ کی اپنی قومی ضروریات کی وجہ سے دی جاتی ہیں کوئی اپنی غرض کو پورا کرنے کے لیئے جارہا ہے۔ کوئی کسی مقصد کے لیئے۔ کوئی عہدوں اور خطاب کے حصول کے لیئے جاتا ہے تو کوئی ملک کا انتظام لینے کے لیئے جارہا ہے۔ کوئی سیر و تفریح کیلئے سفر کر رہا ہے۔

لیکن صرف ایک اور ایک ہی جماعت خدا کے مرسل کی ہے

جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیئے اسیجگہ جمع ہوئی ہے

غور کرو ہم بھی انہیں لوگوں کی طرح ہیں انکا سا ہی گوشت پوست رکھتے ہیں جو دنیاوی مشاغل میں مصروف ہیں اور جنکی ساری ہمت ساری کوشش دنیا ہی کے ہم و غم میں خرچ ہو رہی ہے لیکن ہم ہیں کہ تمام دنیا سے الگ ہوکر

خدا کے لیئے اس جگہ جمع ہوئے ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے لیئے جمع ہونا ہمارے کسی نفس کی خوبی سے نہیں کیونکہ اگر نفس کی خوبی ہوتی تو دوسرے لوگ بھی اسی مقصد کے لیئے جمع ہوتے اور انکی اغراض و مقاصد یہی ہوتے

یہ خدا کا فضل ہے وہ جسپر چاہتا ہے کرتا ہے

پس ہمپر اسکے فضل و احسان کا شکر ضروری ہے کہ اس پاک مقصد کے لیئے جمع ہونے کا ہمکو موقع اور توفیق دی

اس لیئے

اے بھائیو! میں آپ لوگونکو اس کام کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کے لیئے ہمنے کمریں کسی ہیں اور ارادہ اور نیت کی ہے چونکہ پہلے کام ترغیب اور تحریص کا موجب ہوتے ہیں میں آپکو وقت کرنیکے لیئے ان کاموں کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو سلسلہ کی طرف سے ہوتے ہیں ٭

احمدیہ کانفرنس مینے پچھلے سال سے سالانہ کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اسوقت کم لوگ کانفرنس میں شریک ہوئے۔ وہ جلسہ تو نہ تھا مگر مجلس مشاورت تھی۔ ہر جماعت کی طرف سے قائم مقام آنا چاہئے تھا مگر بہت کم آئے اور سلسلہ کی ضرورت اور ذمہ داری کو انھوں نے محسوس نہ کیا کیا یہ عجیب بات نہیں۔

کہ لوگ جمہوریت کا شور مچاتے ہیں

اور شکایت ہوتی ہے کہ سنتے نہیں مگر میں مشورہ کے لئے بلاتا ہوں اور بہت ہیں جو آتے نہیں اس سے بڑھکر کیا تعجب ہوگا کہ ایک دنیا ہے جو مشورہ دینے کے لیئے شور مچاتی ہے اور مشورہ لیتے نہیں اور ایک مشورہ مانگتے ہیں اور دیتے نہیں۔ یہ سستی کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک غلط خیال کا نتیجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جب ہم نے بیعت کرلی تو ہمکو جس طرح کہو گے کریں گے مگر میں کہتا ہوں کہ

مشورہ کے لیئے بلانا بھی تو حکم ہے

(اخبار الحکم ... پریس قادیان دارالامان میں شیخ محمود علی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر شائع کیا)

پس یہ غلطی ہے کہ جب مشورہ کے لیے بلایا جاوے تو اسکی تعمیل میں سستی ہو +

پس آیندہ کے لیے **تاکید کرتا ہوں کہ کانفرنس میں شمولیت کے لیے ہر جماعت کے نمایندے آویں۔**

جس وقت مال کی قربانی کرنی پڑتی ہے اسوقت مالی قربانی فرض ہوتی ہے لیکن جب وقت کی قربانی کی ضرورت ہو تو اسکے لیے بھی طیار رہنا چاہیئے +

میں نے بارہا کہا ہے کہ **کوئی خلافت بجز مشورہ کے نہیں ہوتی** اور میں نے ہمیشہ مشورہ لیا ہے اور میں مشورہ کی قدر کرتا ہوں اسوقت تک یہی دستور رہا ہے کہ قادیان کے دوستوں سے مشورہ لیا جاوے مگر میں چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ وسیع ہو اور تمام جماعتوں کے نمایندے اور قائم مقام اسمیں شریک ہوں اور کم از کم سال میں ایک مرتبہ تو ایسا ضرور ہو۔ پس کانفرنس میں تمام جماعتوں کے نمایندے آنے چاہیئں +

صیغۂ تبلیغ میں نے اس سال سے تبلیغ کے کام کو باقاعدہ کرنے کے لیے کچھ حلقے مقرر کیے ہیں اگرچہ ابھی ایسی حالت نہیں کہ سب حلقے اپنے انتظام میں آجاویں مگر جسقدر ہو کام لیا جاوے اس کام کے لیے دو مبلغ جو فارغ ہو سکے یعنی مولوی غلام رسول راجیکے اور مولوی محمد ابراہیم بقاپوری کے ضلع مقرر کر دیئے ہیں اور اسکی غرض یہ ہے کہ جہاں احمدیت نہیں پہونچی وہاں تبلیغ کریں مجھکو امید ہے کہ اس سال مبلغین کی جماعت سے نئے لڑکے نکل آئیں گے اسوقت اس سلسلہ حلقہ جات تبلیغ کو اور وسیع کر دیا جائے گا +

میرا منشاء یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق ہو تو کشمیر کی طرح حلقے بنادوں اور جب اس سے زیادہ آدمی مل جائیں تو ضلعوں اور تحصیلوں میں مقرر کر دوں اور اسطرح تمام ملک میں مبلغین سلسلہ کا ایک جال پھیلا دیا جاوے۔ تبلیغ کے لیے جو یہ جدید انتظام کیا گیا ہے اسکے نتیجہ میں معلوم ہوتا ہے کہ خاص بیداری پیدا ہو گئی ہے اور احباب تبلیغ میں حصہ لینے لگ گئے ہیں اور کثرت سے لوگ سلسلہ میں داخل ہونے لگے ہیں اور آیندہ ہونے کے لیے طیار ہو رہے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایسے آدمی دیئے ہیں جو بے نفسی سے کام کرتے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں ترقی دے اور آپ سے بھی چاہتا ہوں کہ ان کارکنوں کے لیے دعا کریں۔

ہر شخص جو اس فرض کو ادا کرتا ہے ہمپر احسان کرتا ہے اور یہ احسان فراموشی ہوگی اگر ہم ان کے لیے دعا نہ کریں اور ان کی خدمت کا اقرار نہ کریں +

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی کثرت کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے مخلص اور بے نفس انسان اس مقصد کے لیے ملیں۔ آمین۔

تحفۂ پرنس پچھلے سال میں نے وعدہ کیا تھا کہ شاہزادہ ویلز کے لیے تحفہ پیش کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھکو توفیق ملی اور یہ کتاب اسکے لیے لکھی گئی اور پیش ہو گئی اور اس کا میں ایسا رنگ ہو گیا ہے کہ وہ عیسائیوں میں ایک تبلیغ کا ذریعہ ہو گیا ہے۔ بلکہ مبلغین کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بہت مفید ہو رہی ہے۔ اسکا اثر آخر پریس پر بھی ہوا جسکا اظہار ایک غیر احمدی اخبار نے کیا ہے۔

ہم جانتے ہیں حکومت کا ایک اثر ہوتا ہے کہ اقتدار کو چھوڑ نہیں سکتا مگر یہ بھی سچی بات ہے کہ صداقت اگر اپنا اثر کر جاوے تو وہ کوئی نہ کوئی نتیجہ اپنا پیدا کرتی ہے ہمکو یقین ہے کہ جلد یا بدیر اس کا اثر ہوگا اگر اثر نہیں ہوا تو انکی اولاد یا ملک پر ضرور ہوگا۔ میں نے یہ کتاب جس **نیک نیتی** اور دعا کرنے کے ساتھ لکھی ہے اس کا اثر ضرور ہوگا +

ولایت سے مجھکو ایک مبلغ نے لکھا کہ وہ اس امر کے بیان کرنے میں مبالغہ نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے اس کتاب کو پڑھا ہے انپر اسکا ایسا اثر ہوا گویا بجلی گری اور وہ معمولی آدمی نہ تھے بلکہ بڑے لوگ تھے۔ اور بعض دوسرے ممالک کے مسلمانوں نے اقرار کیا ہے کہ بڑی خدمت کی ہے +

مفتی صاحب نے امریکہ سے لکھا کہ یہ کتاب ایسی طرز پر لکھی گئی ہے کہ گویا یہاں کی ضروریات سے واقف ہو کر لکھی ہے۔ **جرمن سے** مولوی مبارک علی صاحب کی چٹھی آئی کہ ویانا کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کو تحفہ دیا تو وہ اسقدر خوش ہوا اور اسپر اسقدر اثر ہوا کہ اُس نے کہا کہ

اگر میں جوان ہوتا تو ساری عمر اسکی اشاعت میں صرف کر دیتا

یہ اسی رنگ کے الفاظ ہیں جو **نوفل** نے کہے تھے۔ یہ پروفیسر کئی زبانوں کا ماہر ہے اور اس نے جرمن روس اور ہنگری کی زبان میں اسکا ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ وہ دل سے مسلمان ہو چکا ہے غرض یہ کتاب خدا کے فضل اور توفیق سے لکھی گئی ہے جسکے ذریعہ

عیسائی ملک میں تبلیغ کا راہ کھل جاویگا

مصر اس سال بیرونی ممالک کے ہمارے تبلیغی حلقوں میں مصر ہے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک طالب علم کے ہاتھ پر ایک جماعت پیدا کر دی ہے۔ مصر وہ زمین ہے جہاں خدا تعالیٰ نے کئی نبی پیدا کیئے۔ اور جہاں خدا کا کلام سنایا گیا۔ بڑے بڑے **برکات** انکی جماعتوں پر ہوئے۔ مجھکو یقین ہے کہ وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے **مصر** کے ساتھ مقرر کی ہوئی ہیں جلدی میسر ہو جاویں۔ اسکے لیئے میں دعا کی تحریک کرتا ہوں کہ جو کام وہاں ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ترقی اور کامیابی بخشے۔

اسی طرح روس میں ایک **مبلغ** پہنچ گیا ہے۔ میں نے ایک تحریک کی تھی کہ کچھ ایسے لوگ ہوں جو ہم سے بلا ایک پیسہ لیئے تبلیغ کے واسطے چلے جاویں ایک یہ نکل چلا گیا اور چار پانسو میل کا سفر پیدل کر کے وہاں پہنچا ہے کوئٹہ سے دس تک پیدل گیا ہے میں اُسکے لیئے بھی دعا کی تحریک کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسپر فضل کرے اور اس نیک مقصد میں اسکو کامیاب کرے۔ آمین۔

ان باتوں کے اظہار کے بعد اب میں اپنے دوستوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ کوئی چیز مفت نہیں ملجاتی بلکہ اسکے لیئے محنت اور سعی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسا ہی بعض وقت ایک کمزوری ہوتی ہے۔ بعض لوگ چونکہ اسکی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں اسلیئے وہ اسکے مناسب حال تدابیر اختیار نہ کرنیکے باعث محروم ہو جاتے ہیں +

دیکھو بیماری کے آغاز میں بظاہر قوت زیادہ ہوتی ہے اگر انسان اس قوت کو حقیقی قوت سمجھے تو وہ کمزوری پیدا کرنیکا ذریعہ ... لیکن جب صحت ہو جاتی ہے تو اسوقت کمزوری کا احساس ... ہوتا ہے ہوتی تو وہ کمزوری ہے لیکن دراصل حالت صحت ... سے وہ انسان حقیقی قوت کی طرف جا رہا ہوتا ہے د... غور کرو۔ اول حالت میں گو طاقت تھی مگر بیماری کا حملہ ہو ... اور جب اچھا ہو گیا تو گو کمزور تھا مگر صحت کی قوتیں طا... کرنیکی طرف مائل تھیں۔ جو شخص اس اصول سے واقف ... بیماری کو صحت اور صحت کو بیماری سمجھ لے گا۔

اسلیئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر حالت پر غور کیا جاوے اور ... نتائج پیدا ہوں۔

سلسلۂ تبلیغ میں ایک غلطی تبلیغ کے معاملہ میں ایک غلطی ہوئی ... کثرت سے احمدی ہونے لگے تو لوگ غا... ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ ا... تبلیغ کی کیا ضرورت ہے حالانکہ وہ سالہا سال پہ... کوششوں کا نتیجہ تھا۔ جس کثرت سے احمدی ہوتے ... تو وہ اسی سال کی خاص کوششوں کا نتیجہ نہیں ہوتا ... بلکہ پہلے سات آٹھ سال کی کوششوں اور سعی ... اثر اور دخل بھی ہوتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے ک... حالات کے ماتحت وہ گزشتہ سالوں کی کوششیں ... وقت بار آور ہو جاتی ہیں +

دنیا میں ہر ایک کام تدریجی طور پر ہوتا ہے۔ فوراً ... نہیں نکل سکتا۔ اس لیئے چاہیئے کہ

تبلیغ میں وقفہ نہ ہو

ورنہ اگر ایک وقتی ترقی کے متعلق یہ سمجھ لیا گیا کہ ا... کوشش اور سعی کی ضرورت نہیں تو وہ ترقی نہ صرف رک ج... جو گزشتہ کوششوں کا نتیجہ تھی بلکہ آیندہ انحطاط شر... ہو جائے گا۔

پس اس اصل کو ہمیشہ یاد رکھو۔ پچھلے ایک دو سا... یہ غلطی ہوئی ہے۔ اسوقت ترقی جو ہو رہی تھی وہ گ... **محنت** کا نتیجہ تھا۔ اور اسکو دیکھ کر تبلیغ میں ... ہوئی۔

خدا تعالیٰ جل شانہ کا شکر ہے کہ اس سال سے ... **بیدار ہو گئی ہے**۔ اور میں خدا تعالیٰ کے فض... امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ

سلسلۂ تبلیغ

اسی طرح پر جاری رہا اور اس میں ترقی ہوتی گئی۔ تو ... اس سلسلہ کو بہت **وسعت** دے گا۔ مگر ضر... کہ **استقلال** سے اس کام میں لگے رہیں و... خراب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے سب کو محفوظ ر...

(آمین)

باقی آئندہ

انسانی ترقیات کا بہت بڑا دشمن

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کی روشنی میں لکھا گیا۔

۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء کے جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جماعت کو ایک اہم اور ضروری امر کی طرف توجہ دلائی جسکو مدنظر رکھنے سے انسان کی ہر قسم کی ترقیات رُک جاتی ہیں خواہ وہ قرب الٰہی کے متعلق ہوں یا تکمیل اخلاق کے یا نظام تمدن کے +

حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت کو سورۂ فاتحہ کے تکرار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اور سترہ مرتبہ سے لے کر کم و بیش پچاس مرتبہ روزانہ تک پڑھی جاتی ہے اس کثرت تکرار کی حقیقت اور غرض کیا ہے؟

آپ نے بتایا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک تغیر پذیر ہستی بنایا ہے اور یہ تغیر اسکے حالات میں کبھی بصورت ترقی ہوتا ہے اور کبھی بصورت تنزل۔ جس ہستی اور ذات پر تغیر کا کوئی اثر نہیں وہ تو محض اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ انسان تغیر پذیر ہے ہمارا حق ہے کہ جو تغیرات ہم میں ہوتے ہیں وہ تغیرات تکمیل کے ہوں تنزل کے نہ ہوں خواہ قرب الٰہی کی راہوں کے متعلق ہوں یا اخلاق کے متعلق یا تمدنی ضروریات و اصلاحات کے متعلق۔ اس مقصد کے لیئے سورۂ فاتحہ کا تکرار ایک ایسی شے ہے جو ہمیشہ انسان کو افراط و تفریط کی راہوں سے بچا کر منزل مقصود کی قریب ترین اور بابرکت راہ کیطرف رہنمائی کرتی ہے مگر اکثر لوگ اس مقصد کو نہیں پاتے اور ایک مغالطہ اور دھوکا نفس کا انکو لگ جاتا ہے جس سے وہ بجائے ترقی کے تنزل کی طرف چلے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے قریب ہونیکے بجائے خدا سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور اخلاقی تکمیل کے بجائے بد اخلاقیوں اور رزائل میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور تمدنی مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں یہ حالت انسان کی کب ہوتی ہے؟ جب کہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ مجھکو جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ کوئی خدمت سلسلہ کی کرتا ہے یا اصلاح نفس کے لیئے خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہوں پر چلتا ہے لیکن ایک مدت کے بعد ایک مقام پر پہنچکر سمجھ لیتا ہے کہ مجھے جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ اور وہ اپنے نفس پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ اب ہر قسم کے مکائد شیطانی سے محفوظ ہو گیا۔ حالانکہ یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں سب سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان ایک حالت پر تو رہ نہیں سکتا وہ یا ترقی کرے گا یا تنزل کریگا۔ چونکہ ترقی کی طرف اسکا قدم اب اٹھتا نہیں اور وہ اس مقام کو آخری مقام سمجھ چکا۔ اسلیئے لازماً وہ نیچے کی طرف جائیگا اور تنزل شروع ہو جائے گا۔ پس مومن کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ کبھی نفس کے اس دھوکے میں نہ آئے کہ جو کچھ اسے کرنا تھا کر لیا جب تک انسان اس مغالطہ نفس سے ٹھوکر نہیں کھاتا اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے مدد مانگ کر آگے قدم اٹھاتا چلا جاتا ہے اسوقت تک وہ محفوظ ہے اور جہاں اسنے اپنی نسبت یہ فیصلہ کر لیا کہ میں کر چکا تو وہ حالت غیر محفوظ میں چلا گیا۔

انسانی ترقیات کا سب سے بڑا دشمن یہی ہے اور اسی کی طرف سورۂ فاتحہ کی دعا میں تعلیم دی گئی ہے۔ کبھی اپنی خدمات پر کبھی اپنے اعمال پر مطمئن نہ ہو جاؤ۔ اطمینان کی حالت وہی ہے کہ جب انسان انہیں خدمات میں اور انہیں اعمال صالحہ پر اس آخری گھڑی تک پہنچ جاوے جب خدا کی طرف سے ایسی آواز آجائے

یَاۤ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً

آخری ساعت تک جبتک خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ پر نہیں چلا جاتا اسوقت تک خطرات ساتھ ہیں اور امن اور اطمینان کا یہی مقام ہے جب وہ اپنے مالک حقیقی کی آواز پر راضیۃ مرضیۃ کے رنگ سے رنگین ہو کر خدا کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ بغیر اسکے کوئی اطمینان اور تسلی حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک بھید ہے جو سورۂ فاتحہ کے اسقدر تکرار میں ہے۔ کہ انسان ہر وقت اس مقصد کو مدنظر رکھے +

غرض آپ نے جماعت کو راہ صدق و اخلاص پر دائماً پویا قدم رہنے کی طرف توجہ دلائی اور شرور نفس میں سے ایک شر سے آگاہ فرمایا کہ انسانی ترقیات۔ تنزل سے اسوقت تبدیل ہو جاتی ہیں جب وہ اپنی خدمت اور اعمال سے مطمئن ہو جاتا ہے۔

خطبہ جمعہ تو اصولی طور پر ایک سبق ہوتا ہے دانشمند اور غور کرنے والا دل اس سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے اسی سبق سے

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ اور اسی سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آجاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ جس کے دو دن برابر ہوں وہ گھاٹے میں ہے۔ اس ارشاد پاک کے نیچے سنہری اصل ہے جسکی طرف آج حضرت امام نے توجہ دلائی ہے یہی ایک اصل ہے کہ نہ سمجھنے سے انسان کو اپنے اعمال پر نخوت اور تکبر بھی پیدا ہونے لگتا ہے۔ لیکن جب انسان کی نظر آخری ساعت پر ہو کہ فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ آواز مطمئن ہونے کی خدا کی طرف سے نہ آوے اسوقت تک اسکی ہمت اور کوشش کا دائرہ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس میں ایک سرعت اور مستعدی پیدا ہوتی رہتی ہے یقین کیا جاتا ہے کہ ہمارے قارئین کرام اس اصل پر غور کر کے اپنے ایمان اور اعمال صالحہ میں ترقی رنگ مشاہدہ کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ سبکو توفیق دے

(آمین)

میں یہ امر بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ خطبات جمعہ کے متعلق ابھی تک میرا یہی ارادہ ہے کہ میں حضرت کے منشاء کو لیکر اپنی طرز میں ایک آرٹیکل لکھدیا کروں اگرچہ رفتہ رفتہ میں کوشش کروں گا کہ اصل خطبات شائع ہونے لگیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ابھی تک کمزوری کی شکایت چلی جاتی ہے تاہم آپ نمازوں کی امامت خود ہی فرماتے ہیں۔ اور سلسلہ کے دیگر کاروبار میں اسی طرح منہمک ہیں۔ یہ امر اگرچہ آپ کی صحت پر ضرور اثر ڈالتا ہے مگر یہ جرأت کسیکو نہیں ہوتی کہ عرض کیا جاوے کہ کچھ عرصہ کے لیئے حضور آرام فرمائیں۔

گزشتہ سال درس قرآن مجید ا جو رمضان میں دیا گیا ہے اسکے بعد خیال تھا کہ چند روز کے لیئے آرام فرمائیں گے مگر برابر تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اس گھڑی تک جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمت بلند اور عزم عظیم میں برکت پر برکت دے آمین۔

(۱) احباب دعاؤں میں التزام رکھیں۔

(۲) مکرمی مولوی محمد دین صاحب مبلغ امریکہ ۷ جنوری ۱۹۲۳ء کو اپنے سفر پر روانہ ہو گئے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی جماعت سمیت قریباً دو میل باہر تک مشایعت کی اور اس سے قبل رات کو دو بجے تک متواتر بیٹھ کر ہدایات تحریر فرمائیں۔ ۶ جنوری ۱۹۲۳ء کو قبل دوپہر مدرسہ احمدیہ کی پارٹی میں شمولیت فرمائی اور تقریر کی۔ پھر دو میل تک برابر مولوی صاحب کو ضروری امور سمجھاتے گئے۔ دعاؤں کے وسیع سلسلہ میں اپنے خادم کو روانہ کیا۔ احباب بھی آپکی کامیابی اور مع الخیر منزل مقصود پر پہنچنے اور فتحمند واپس آنیکے لیئے دعا کریں۔

(۳) دو تین روز سے موسم ابر آلود ہے اور گزشتہ دو دنوں میں بارش بہت عمدہ ہو گئی۔ ڈھاب لبریز ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اسی رحمت و فضل کا موجب بناوے

احمدیہ سٹور کے متعلق

احمدیہ سٹور کے حصہ داران کو معلوم رہنا چاہیئے کہ میں ۳۱ دسمبر ۱۹۲۲ء کے آخر پر چارج لیا ہے۔ حصہ داران کی کمیٹی نے سٹور کا قائم رکھنا ہی فیصلہ کیا تھا اور آئندہ کے لیئے انتظام بورڈ آف ڈائرکٹرز کے سپرد کیا جنھوں نے ایڈیٹر الحکم کو مینجنگ ڈائرکٹر منتخب کیا۔ میں ہر چند عدیم الفرصت ہوں اور مجھے اپنے محبوب کام کے لیئے جسقدر وقت بھی ملے وہ کم ہے لیکن محض اسوجہ سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا منشاء مبارک یہی ہے کہ کوئی کام شروع کیا جاوے بیٹھ نہ ہو اور ایک احمدی جو عسر اور یسر میں قدم آگے بڑھانیکی شرط پر بیعت کرتا ہے درمیانی حالتوں میں کسی مقام پر ٹھہر نہ جاوے میں نے اس مبارک کام کیلئے وقت دینا اپنی خوش قسمتی سمجھی کیونکہ خود حضرت خلیفۃ المسیح کو اس امر کی طرف توجہ خاص ہے آپ کی دعائیں مجھکو یقین دلاتی ہیں کہ خدا کے فضل و رحم سے نیک نتائج پیدا کرینگی۔ قواعد کا مسودہ طیار ہونے پر جلد سے جلد حصہ داران کی خدمت میں بھیجا جاویگا حسابات کی پڑتال کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اور سرمایہ جو اسوقت ایٹور یا بعض جنسوں یا قرضوں کی صورت میں ہے میں اسکو سرمایہ کی شکل میں منتقل کر رہا ہوں ماہ دسمبر کی رپورٹ الحکم کی اگلی اشاعت انشاء اللہ شائع کر دی جائیگی تاکہ حصہ داران کو صحیح علم ہو تا رہے سٹور کے اخراجات میں سے ۶۰ کے قریب ماہوار اخراجات کی کمی ہو چکی ہے کیونکہ مینیجر جو ساٹھ روپیہ ماہوار کا تھا وہ الگ کر دیا گیا ہے دوسرے اخراجات

ہم کو بھی اعتدال پر لانیکی مستقل کوشش کر رہا ہوں۔ میرا یہ بھی طور پر ہے کہ سٹور کو ایک رجسٹرڈ کمپنی کی صورت میں تبدیل کر دیا جاوے بشرطیکہ حصہ داران اس پر راضی ہو گئے اس صورت میں سٹور کے حساب کتاب میں زیادہ بہتری آجائیگی لیکن اسکے ساتھ ہی سرمایہ بھی

وہ بڑھانا ہوگا۔ بہرحال یہ لمبی باتیں ہیں۔ میں حصہ داران کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ صبر اور حوصلہ سے میری مدد کرینگے اور سٹور کے چلانیکے لیئے ہر ممکن مدد دینے سے دریغ نہ کرینگے تو انشاء اللہ اس میں نقصان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب

اس عنوان کے ماتحت میں انشاء اللہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کے مختصر یا مفصل تذکرے جیسا کہ موقعہ ہوگا درج ہوتے رہیں گے اس سے میری غرض یہ ہے کہ سلسلہ کی جماعت کے اُن واجب الاحترام بزرگوں کے حالات کسی حد تک محفوظ ہو جائیں۔ مجکو نہایت افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ اس طرف بہت ہی کم توجہ کی گئی ہے ایک طرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مساعی جمیلہ پر نظر کرتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ باوجود یکہ اُسوقت ایسے سامان طباعت اور نشر و اشاعت کے موجود نہ تھے مگر تمام صحابہ کے حالات محفوظ ہیں اور گو ایک ایک نام کے بیسیوں ہیں تو بھی مغالطہ نہیں ہونے پاتا ہے۔ ہم ایک ہم ہیں کہ باوجود ہر قسم کے سامان کے اس خدمت سے قاصر ہیں۔ الحکم اپنی خصوصیت کو قائم رکھتے ہوئے جسقدر اس سے ممکن ہے وہ اس سلسلہ کو شروع کرتا ہے وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ میں اس سلسلہ میں کسی ترتیب مدنظر نہ رکھوں گا کیونکہ اسکے لیئے وسیع وقت ہو احباب سلسلہ سے التماس ہے کہ وہ اس سلسلہ کو مکمل کرنیکے لیئے نہ صرف اپنے حالات سے مطلع کریں بلکہ دوسرے مخلصین کے حالات سے بھی اطلاع دیں۔ (ایڈیٹر)

حضرت حافظ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ

میں اس سلسلہ کا آغاز حضرت حافظ معین الدین صاحب المعروف بہ حافظ معنا سے شروع کرتا ہوں۔ حافظ صاحب قادیان ہی کے باشندے تھے اور عہد شباب سے ہی انکو حضرت مسیح موعودؑ کی معیت حاصل ہوئی حافظ صاحب کے ایک بھائی نانک شاہ کو ہماری جماعت کے بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے جو ایک مجذوبانہ حالت میں قادیان میں رہا کرتے تھے باوجود اسکے کہ حافظ صاحب نابینا تھے مگر اپنے بھائی کی غور اور پرورش کرتے تھے اور وہ وقت تلاش کرکے کھانا کھلاتے تھے۔

میں حافظ معین الدین صاحب کی زندگی کے واقعات کو لکھتے وقت صرف اُن حالات کو لوں گا جو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے ہمارے لیئے سبق آموز ہیں۔

حافظ معین الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادموں کے ساتھ بہت ہی محبت اور خلوص تھا اور باوجودیکہ وہ نابینا تھے گر پھر بھی ایسے دوستوں کے پاس اکثر موقعہ ملنے پر ضرور جایا کرتے تھے کپورتھلہ کے دوستوں اور صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی وغیرہ سے بہت محبت تھی۔ خود میرے حال پر انکو بڑی توجہ تھی اور بعض اوقات دو دو گھنٹہ تک بیٹھے حضرت صاحب کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ جب حافظ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونیکی عزت ملی اُسوقت انکی عمر بہت چھوٹی تھی یعنی چودہ پندرہ برس کا سن تھا حافظ صاحب نے بتلایا کہ وہ نہایت سقیم حالت میں تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایکمرتبہ انکو اسحالت میں دیکھا اور اپنے ہاں بلا کرلے گئے اور کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ! تو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کے لیئے یہ دعوۃ بالکل غیر متوقع تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان چونکہ نہایت ممتاز اور پر شوکت خاندان تھا اور کسیکو ان کے سامنے کلام کرنیکی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ حافظ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مہربانی اور شفقت کو دیکھ کر حیران ہوگئے اور بڑی شکر گزاری سے آپکی خدمت میں رہنے کیلئے آمادہ ہوگئے۔ حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے اسلیئے کہا کہ مرزا جی! (اُسوقت ایسا ہی طریق خطاب تھا) مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا کیونکہ میں معذور ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حافظ صاحب! کام تمہیں کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کرینگے اور تو قرآن شریف یاد کیا کرے۔ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ باجماعت نماز کے لیئے ایک انتظام ہو جائے اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس جوش عبادت کا بھی پتا لگتا ہے کہ جو باجماعت نماز کا آپ کے دل میں تھا غرض حافظ صاحب کو کھانے پینے کی ضروریات سے بیفکری ہوئی اور حضرت پاک صحبت میں رہنے کی عزت ملی۔ حافظ صاحب گویا **اصحاب الصفہ** میں پہلے آدمی ہیں اسکے قریب زمانہ ہی میں مرزا محمد اسمٰعیل بیگ صاحب جو قادیان میں اب ایک دوکاندار اور تاجر کی حیثیت سے رہتے ہیں حضرت صاحب کی خدمت میں داخل ہوگئے۔

حافظ صاحب بیان کرتے تھے کہ حضرت صاحب کیلئے جب کھانا آتا تھا آپ مجکو پہلے عطا فرماتے اور بعض اور لوگونکو بھی تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اسطرح حافظ صاحب آپکی صحبت میں رہتے اور کبھی حافظ صاحب امام ہوجاتے اور کبھی حضرت صاحب نماز پڑھاتے۔ حافظ صاحب بیان کرتے تھے کہ جب مجکو امام بنانیکے لیئے کہا جاتا تو ہمیشہ ڈرتا اور جھجکتا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے۔ حافظ! ڈرا نہ کر اسلام ایسا مذہب ہے کہ ہمیں کوئی ذات پات اور چھوٹائی بڑائی نہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی لوگ بڑے ہونے ہیں جو اسکو والے ہوتے ہیں۔ اور سچے مومن ہوں۔

غرض حافظ جی دن بدن حضرت صاحب سے مانوس ہوتے گئے اور حضرت اقدس کی شفقت اور نوازش کی وجہ سے انکے دل میں محبت اور جاں نثاری بڑھنے لگی یہانتک کہ جیسے جیسے انکا علم اور شعور بڑھتا گیا اور معرفت میں ترقی ہوتی گئی یہ اپنے ایمان میں بھی ترقی کرتے چلے گئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شامل ہوگئے۔

میں اُن باتوں کا تذکرہ کرونگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ زیادہ تر اُن امور کا ذکر کرونگا جو خود حافظ معین الدین صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں۔

صبر و قناعت

حافظ معین الدین صاحب بہت بڑے صابر اور قانع انسان تھے انکی ضروریات زندگی بہت ہی مختصر تھیں سوال کرنے سے ہمیشہ انکو نفرت تھی۔ اپنی حالت اور ضرورت کا اظہار بھی بہت ہی کم کرتے تھے۔ حضرت اقدس اپنی ابتدائی زندگی میں یہ سبق انکو حضرت ہی کی زندگی اور اُسوہ حسنہ سے ملا۔ وہ دیکھتے تھے کہ حضرت اقدس کسی طرح کم سے کم خرچ میں نہ صرف اپنا گزارہ کرتے ہیں بلکہ دوسروں سے بھی سلوک کرتے ہیں اس تعلیم نے حافظ صاحب میں جہاں ایک طرف قناعت اور صبر پیدا کر دیا تھا دوسری طرف دوسروں سے سلوک اور خبر گیری کی عادت بھی بدرجہ کمال پیدا کر دی تھی ان ایام عسر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ صاحب کو اکثر فرمایا۔ حافظ! یہ تھوڑے دن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے کیئے ہیں اور اُسکی طرف سے بڑی بڑی برکتیں آئینگی۔ حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ ان باتونکو سنکر کبھی تعجب نہیں کرتا تھا البتہ یہ کہا کرتا تھا کہ مرزا جی! جو فضل اور نعمت اب ملی ہوئی ہے یہ کیا کم ہے؟ پھر جب بہت لوگ آجائینگے تو میں کہاں رہونگا۔ اسپر حضرت صاحب ہمیشہ انکو تسلی دیتے کہ حافظ! تو میرے پاس ہی رہیگا۔ غرض حافظ صاحب میں صبر اور قناعت بہت بڑی تھی یہانتک کہ جب وہ زمانہ آگیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے الہام و وحی سے مشرف ہوکر دعویٰ کیا اور لوگ کثرت سے آنے لگے تو حافظ صاحب پھر بھی اسی مقام پر رہے جو انکو پہلے سے حاصل تھا حضرت صاحب کی شفقت اور محبت زیادہ ہی تھی اور روزانہ حافظ صاحب کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقع ملتا۔ حضرت مسیح موعود نے خود ان کے زہد و قناعت کے متعلق بارہا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ بعض اوقات حافظ معین الدین نے توت کے پتوں پر گزارہ کرلیا مگر اور سوال نہیں کیا اور ہمیشہ جب انکا ذکر فرماتے تو نہایت محبت سے کرتے۔

نماز باجماعت کی پابندی

نماز باجماعت کی عملی تعلیم بھی انھوں نے حضرت کی صحبت میں پائی۔ حضرت کی صحبت ہی اس غرض سے انکو نصیب ہوئی تھی حافظ صاحب خود مؤذن تھے۔ حضرت اقدس کے زمانہ میں بھی مؤذن بالعموم تھے اور اگر کوئی دوسرا آدمی اذان کہدیتا تو ناگوار گزرتا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمادیا ہے کہ اگر لوگونکو اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑے ہونیکا ثواب معلوم ہوتا تو وہ قرعہ اندازی کرتے۔ حافظ جی کی معرفت اس بارہ میں عین الیقین کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی اول وقت نماز کی اذان کہتے اور سب سے پہلی صف میں کھڑے ہوتے اور حتی الوسع وہ اس مقام پر کھڑے ہوتے کہ حضرت کے ساتھ ہی جگہ ہو۔ باوجودیکہ نابینا تھے اور ہمیشہ کیلئے عموماً خانہ بدوش ہی رہتے آج اس حجرہ میں ہیں تو کل کسی دوسرے حجرہ میں اور بعض اوقات مسجد سے واپس ہوتے۔ مگر بارش ہو آندھی ہو۔ کڑ کڑاتا جاڑا ہو۔ تیز دھوپ ہو وہ اول وقت پہنچتے اور اذان کہتے اور پہلی صف میں جگہ پاتے اوقات نماز کی معرفت بھی نہایت عمدہ ہوگئی تھی کہ ٹھیک وقت پر وہ مسجد کی طرف جاتے بلکہ انکا وجود دوسروں کے لیئے ایک خطا نہ کرنیوالی گھڑی تھا مگر ان میں احتیاط یہانتک تھی کہ جب جماعت پڑھ رہی تھی اور کبھی گھبرا بھی جاتے تو آتے آتے دریافت کرلیا کرتے تھے کہ اب کتنے بجے ہیں نماز کی باجماعت پابندی کے علاوہ نوافل اور تہجد بھی التزام سے پڑھتے تھے اور یہ نعمت بھی حضرت ہی کی صحبت انہیں ملی تھی۔

تبلیغ و اشاعت کا شوق

باوجودیکہ نابینا تھے اور علوم ظاہری سے انکو حصہ نہ ملا تھا مگر حقیقت میں سچے علوم اور معرفت الٰہی کا ایک خزانہ انکے پاس تھا تبلیغ کا بہت جوش ان کے دل میں تھا۔ پہلے انھوں نے اپنی عزیزوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کی اور مجکو معلوم ہے کہ قریباً ہر روز حافظ رات کے وقت انکو وعظ کیا کرتے تھے پھر دوسرے لوگونکو بھی جب موقع ملتا تھا وعظ کرتے لیکن ایک عجیب بات جسکا مجکو ہی علم ہے میں بیان کرتا ہوں اس سے انکی جرأت اور تبلیغ کے لئے صادق جوش کا اندازہ ہوسکے گا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اپنے گھر میں عشاء کی نماز کے بعد لیٹا ہوا تھا کہ میرے کان میں سورہ قٓ کی تلاوت کی آواز آئی اور آواز بھی حافظ معین الدین صاحب کی۔ میں حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے آخر میں اندر سے نکلکر اپنے مکان کے برآمدہ میں آ گیا موسم سرما کے دن تھے میرے مکان کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دائی کا گھر ہے اس دائی کے دو بیٹے میاں حاکو اور میاں نانکو۔ چونکہ مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین صاحب کے معتمد اور کارندے تھے اور اس وجہ سے انکو وہاں کے دوسرے باشندوں پر ایک قسم کی حکومت حاصل تھی اور اسی وجہ سے انمیں ایک قسم کی سختی پیدا ہو گئی تھی۔ برآمدہ میں آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ حافظ معین الدین صاحب انکی ڈیوڑھی میں انکو وعظ کر رہے ہیں۔ میں بھی شوق سے وہاں چلا گیا وہاں جانے پر میرے تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ ان کے گھر کے سب چھوٹے بڑے بیٹھے ہوئے ہیں اور حافظ صاحب کو نہایت ادب سے انھوں نے اچھی جگہ پر بٹھایا ہوا ہے اور حافظ صاحب نے وعظ شروع کیا ہوا ہے۔ میں بھی ایک طرف بیٹھ گیا اور حافظ صاحب نے خوب کھول کھول کر تبلیغ کی اور انبیاء علیہم السلام کے منکروں کا کیا حال ہوتا ہے بتاتے رہے۔ عذاب جہنم سے ڈرایا۔ موت کا یقین دلایا۔ غرض وعظ ایسے انداز اور رنگ کا تھا کہ پتھر دل کو بھی نرم کرے۔ حافظ صاحب نے میرے جانے پر آہستہ سے پوچھا کہ شیخصاحب ہیں؟ میرے جواب پر اچھا کہہ کر پھر وعظ فرماتے رہے جو جو غلطیاں وہ اپنے علم اور ایمان میں سننے والوں میں اعتقادی یا عملی جانتے تھے ان سے منع کیا جب وعظ ختم کر چکے تو اٹھکر چلے اور میں بھی نکلا میرے ساتھ ہی میرے مکان پر آئے اور مجھکو کہا کہ اصل بات یہ ہے ان لوگوں کو کوئی وعظ نہیں کرتا لوگ ان سے ڈرتے ہیں تو میں نے کہا کہ میں کیوں نہ کروں اگر چار گالیاں بھی دے لیں گے تو میرا کیا بگڑتا ہے حق تو پہنچ جائے گا۔ میرے ذمہ تو جواب نہ رہے گا کہ تو نے کیوں نہیں پہنچایا۔ ان کے سوا دو اور آدمی ہیں انکو بھی وعظ کرنا ہے۔

میں نے پوچھا وہ کون ہیں کہا کہ ایک میراں بخش حجام ہے وہ اپنے آپ کو تمام دنیا کا عقلمند سمجھتا ہے اور چونکہ بڑے آدمیوں سے اسکا بھی تعلق رہتا ہے اور یہ بظاہر نرم نرم باتیں کرتا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے اور کسی کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ اور ایک اور ہے مگر وہ مرد نہیں میرے ساتھ حافظ صاحب کو للہ محبت تھی میرے بہت اصرار پر بتایا کہ نانی صاحبہ ہیں انکو بھی مجھے ضرور وعظ کرنا ہے انکی طبیعت بھی سخت ہے چونکہ ہمیشہ انھوں نے حکومت کی ہے اسلئے وہ بھی کسی کی بات نہیں مانتیں۔

میں اس ندامت اور شرمندگی کا اظہار نہیں کر سکتا جو حافظ صاحب کے اس جوش کو سنکر میرے دل میں پیدا ہوئی۔ میں میاں حاکو۔ نانکو کا دیر سے ہمسایہ تھا اور وہ میری ہمیشہ عزت و تکریم کرتے اور میری بات کو سن بھی لیتے تھے مگر حافظ صاحب والا جوش اور خیال مجھکو ایک دن بھی پیدا نہ ہوا۔

میں نے کہا حقیقت میں حافظ جی آپ نے بہت ہی عمدہ انتخاب کیا ہے ان لوگوں کو کوئی وعظ نہیں کر سکتا تھا مگر آپ نے خوب کھولکر سنایا۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہاں آئے کیونکر؟ تو کہا کہ میں نے آج انکو کہا تھا کہ ایک بہت ہی ضروری کام ہے میں رات کو آؤں گا اور آ گیا اور سب کو اکٹھا کر کے کہا کہ ایک بات تمکو سنانی ہے تم سن لو جب انھوں نے کہا کہ کیا بات ہے تو میں نے وعظ شروع کر دیا اور پھر سب خاموش ہو کر سنتے رہے۔ حافظ صاحب کے اس واقعہ نے جو میری آنکھوں نے دیکھا مجھکو یقین ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اخلاص اور للہیت سے خدا کا پیغام پہنچانے کے لیئے عزم کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضائع نہیں کرتا۔ اور جب صداقت انسان کے دل میں گھر کر لیتی ہے تو دنیا کی کوئی تکلیف اور کوئی ذلت ذلت نہیں رہتی یہی راز ہے جو انبیاء علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ کے عمل میں پایا جاتا ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے لیئے ہر قسم کی ذلت کے اختیار کرنیکو طیار ہو جاتا ہے تب ہی حقیقی عزت کا وارث ہوتا ہے اور جب تک دنیا کی جھوٹی عزتوں کا احساس رہتا ہے اسی وقت تک ایک خوف پیدا ہوتا رہتا ہے اور یہ ایک بھوت ہے جو خود انسان کے اندر سے پیدا ہو جاتا ہے اور پھر اس سے پست ہمتی اور مایوسی کی نیچے پیدا ہونے لگتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین کی تعلیم دی۔ اور صاف صاف فرمایا کہ مجھ سے ڈرو اور کسی سے مت ڈرو حقیقت میں جب خدا کا خوف انسان کے دل پر مستولی ہو جاتا ہے تو وہ حکمت اور دانش کا ایک چشمہ انسانی قلب میں پیدا کر دیتا ہے جو ہر وقت اسکو سیراب اور شاداب رکھتا ہے اور پھر دنیا کی تمام ہستیوں کے خوف اسکے اندر سے نکل جاتے ہیں۔ اسوقت وہ جابر سے جابر بادشاہ کو بھی تبلیغ حق کرنے سے بھی نہیں ڈرتا اسلیئے کہ اسکو یقین ہوتا ہے کہ حکومت اور سلطنت کا عطا کرنے والا اس کے عرش دلپر موجود ہے۔

حافظ صاحب کی اس عملی مثال نے مجھکو ہمیشہ شرمندہ کیا اور آج ان سطور کو لکھتے ہوئے بھی میں اُنکے مطمئن قلب کا ایک احساس پاتا ہوں۔ حافظصاحب کی یہ تبلیغ کیا رنگ لائی؟ میں نے دیکھا کہ اسکے بعد ان لوگوں کی حالت میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی اور اب اس گھر میں بعض عورت مرد احمدی ہیں اور حضرت نانی صاحبہ بھی سلسلہ میں داخل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کرنیوالی ہوئیں جو "نانی آئی" کے الفاظ میں ہوا تھا اور اسوقت کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ "نانی آئی" کا کیا مطلب ہے؟ یہ ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں ایک تو حضرت خلیفۃ ثانی کی خلافت کی پیشگوئی ہے کیونکہ ان کے ہاتھ پر ہی بیعت ہو تو حقیقی معنوں میں نانی صاحبہ ہیں اگر حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت ہوتی تو انکی تو وہ نانی نہ تھیں اور حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوتی تب بھی نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت کے عہد تک نانی صاحبہ کا زندہ رہنا اور تیسرے انکا بیعت میں داخل ہو جانا۔

اور اب تو خدا کے فضل سے اس گھر میں شاید ایک دو ہی رہ گئے ہیں جنھوں نے بیعت نہ کی ہو بہرحال حافظ صاحب نے اپنے وعظ کا پروگرام مجھے یہ بتایا۔ شہر کے بعض دوسرے لوگوں کے گھر وہیں اور موضع ننگل وغیرہ جا کر بھی مختلف اوقات میں وعظ کیا کرتے تھے مگر وہ ایک ایک گھر کو اس کام کیلئے منتخب کر لیا کرتے تھے اور اسطرح تمام تبلیغ کیلئے موقع کی تلاش میں رہتے اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے (باقی آیندہ)

نظام گورنمنٹ کی قدردانی اور مردم شناسی

یہ خبر نہایت مسرت اور شکر گزاری کے جذبات سے احمدی قوم میں سنی جائے گی کہ جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدر آباد کو ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام حیدر آباد دکن کی گورنمنٹ نے ہوم سکرٹری کے معزز منصب پر سرفراز فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی یہ قدردانی اور مردم شناسی حیدر آباد کی تاریخ میں ایک سنہری باب کا انشاء اللہ اضافہ کرے گی۔

مولوی غلام اکبر خان صاحب میری کسی تعریف کے محتاج نہیں حیدر آباد کی پبلک انکو بحیثیت ایک قابل اور نکتہ رس وکیل کے ایک عرصہ تک دیکھ چکی ہے نہایت کامیاب وکیل ہونیکے باوجود جبکہ انکی ماہانہ آمدنی چار ہزار تک پہنچ چکی تھی جب ہز اگزالٹڈ ہائینس کی نظر دوربین نے ہائیکورٹ کی ججی کے لیئے ان صاحب کا انتخاب فرمایا تو ہر چند خان صاحب کے لیئے مالی نقطہ نگاہ سے اس عہدہ کا قبول کرنا ایک مالی قربانی تھی مگر انھوں نے اپنے بادشاہ کی قدردانی کا عملی شکریہ اس قربانی سے کیا۔

ہائیکورٹ کی ججی کے ایام میں جس انصاف پسندی اور خدا ترسی سے آپ نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی گورنمنٹ نے آپکو اس منصب جلیلہ پر ممتاز فرمایا واقعات اور تجربہ خدا کے فضل سے بتاتے ہیں کہ خان صاحب اس ذمہ واری کے کام کو اسی محنت معاملہ فہمی اور قابلیت سے کرینگے جسکی اعلیٰ حضرت کو انکی ذات سے توقع ہے۔

میں احمدی جماعت کی طرف سے ہز اگزالٹڈ ہائینس کی گورنمنٹ کا اس انتخاب کے لیئے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اعلیحضرت کے اس انتخاب نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی نظر میں قابلیت اور معاملہ فہمی ہی ایک معیار ہے جو کسی انسان کو ذمہ داری کے عہدوں کا مستحق بنا دیتی ہے احمدی قوم کی خصوصیات میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کی کامل اطاعت و فرمانبرداری اپنا مذہبی فرض سمجھتی ہے اور مخلوق کی نفع رسانی اور ہمدردی اسکا ذاتی شعار ہے اور یہی دو باتیں ہیں جو نہ صرف اعلیحضرت کی گورنمنٹ بلکہ ہر بہترین گورنمنٹ اپنے ارکان دولت سے چاہتی ہے۔ خدا کے فضل اور رحم سے ہمیں توقع ہے کہ ہمارے مکرم و محترم خانصاحب اپنی ذمہ داری کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور وہ اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس انتخاب کو لاجواب ثابت کرنے کیلئے کوئی دقیقہ باقی نہ رکھیں گے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں اس نئے کام کی ذمہ واریوں میں پوری طرح کامیاب فرماوے آمین اور میں جماعت کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے معزز و محترم بھائی کی کامل کامیابی کے لیئے دعا کریں۔

اور اعلیٰ حضرت کی اس قدردانی پر پھر آخر میں جماعت احمدیہ کیطرف سے اس انتخاب پر شکر گزاری کے صحیح جذبات کا اظہار کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ احمدی جماعت کا ہر فرد اس شکر گزاری میں ایک خوشی اور لذت محسوس کرتا ہے اسلیئے کہ یہ حقیقی شکر گزاری ہے اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اسلامی سلطنت کی ہندوستان میں یگانہ یادگار ترقی کی اعلیٰ مدارج کو حاصل کرے جو ملک اور اسلام کیلئے بابرکت ہوں۔ آمین

ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک خطرہ کا الارم

جب سے سیاسی تحریکات شروع ہوئی ہیں مسلمانوں میں ایک قسم کی بیداری تو پیدا ہوئی ہے اور میں اسے بہت مبارک سمجھتا ہوں ہمارے مخالف ہم سے ناراض ہیں کہ ہم حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تعلیم دیتے ہیں مگر ان کی غلطی ہے کہ یہ تعلیم قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ کوئی بھی حکومت ہو ہم اسکے قوانین کی اطاعت ضروری سمجھتے ہیں مگر جن لوگوں نے اس اصل کو ترک کیا ہے انکی بدقسمتی نے انہیں بتا دیا ہے کہ کوئی حکم ماننے والی جماعت وہ پیدا نہیں کر سکتے۔ غرض اس تحریک نے ایک بیداری تو پیدا کی ہے لیکن اسکا ایک خوفناک اور نہایت خطرناک نتیجہ نظر آرہا ہے جس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ہمارا فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندو قوم نے اپنی مذہبی سرگرمیوں کو تیز کر دیا ہے۔ ہر شخص کو حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تائید اور تقویت اور اشاعت کے لئے ہر ممکن کوشش کرے ہندو برادران کی یہ مساعی قابل تعریف ہیں۔ لیکن برخلاف اسکے مسلمانوں میں مذہبی بیداری کا جذبہ اور جوش سیاسی تحریک میں جذب ہو رہا ہے۔ اور اگر یہی حالت رہی تو اندیشہ ہے کہ مذہبی غیرت اور حمیت جو اسلامی تعلیم اور عمل کا ایک جزو اعظم ہے مسلمانوں سے دور ہو جاوے اور حقیقت کی روح نکلکر انکی دوڑ دھوپ زمین کے ٹکڑوں کی تقسیم تک نہ رہ جاوے ×

بفرض محال مسلمان اگر ایک چپہ بھر زمین کے مالک نہ رہیں (حقیقی مسلمانوں کے لئے یہ ناممکن ہے) لیکن ان میں اسلام کی حقیقت نمایاں ہو تو وہ دنیا کے شاہنشاہ ہیں لیکن اگر خدا نخواستہ انہیں اسلام کی روح نہ ہو اور وہ روئے زمین کے سلطان ہوں تو انکی کچھ حقیقت نہیں۔ اسوقت آریہ قوم بڑے جوش اور زور کے ساتھ اسبات پر آمادہ ہو رہی ہے کہ وہ مسلمانوں پر مذہبی حملہ کرے وہ آج ہی اس مقصد کے لئے آمادہ نہیں ہوئی مگر اب اس کی سرگرمیوں کا میدان وسیع ہو رہا ہے۔ انھوں نے پہلے ان روکوں کو اٹھانا چاہا ہے جو وہ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے میں رکھتے تھے۔ مثلاً چھوت چھات اور ذات پات کے بندھن۔ آریہ سماج نے ایک مستقل جماعت ذات پات توڑک منڈل قائم کیا ہے اور اسکی غرض یہ بتائی ہے کہ

"موجودہ جنم پر مبنی ذات پات کو وہ جاتی (قوم) اور (دھرم) کے لئے سم قاتل سمجھ کر ہی اسکو نشٹ کر ڈالنا چاہتے ہیں وہ ویدک دھرم کو ایک عالمگیر اور دوسرے مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لینے والا دھرم بنانا چاہتے ہیں۔"

ایک خاص جماعت اس مقصد کو لے کر اٹھی ہے یہ امر دیگر ہے کہ وہ کہاں تک اس میں کامیاب ہوتی ہے مگر مقصد عظیم ہے اور اسلام کے لئے وہ ایک خطرناک حملہ کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ ذات پات توڑک منڈل کی طرف سے ایک مسلمان کی بھی [illegible] شائع کی گئی ہے جسکو ابتک آریہ سماج کے نامہ کے کمزور ہونیکی شکایت تھی اور اس جدید تحریک کو گویا وہ ایک آیۃ رحمۃ سمجھ رہا ہے یہ چٹھی فرضی ہو یا اصلی ہمکو اس بحث میں جانا غیر ضروری ہے اس سے کم از کم اس سپرٹ کا پتا لگتا ہے جو آریہ سماج میں کام کر رہی ہے۔

مالابار کے فساد کے بعد یہ جوش شروع ہوا مسلمانوں نے اسوقت بھی اسکو معمولی نظر سے دیکھا اور کسی قسم کی جدوجہد کو سیاسی اغراض اور خیالی ہندو مسلم اتحاد کے منافی سمجھا کہ وہ مذہبی تحریک کو کامیاب بنا دیں مگر اب وہ تحریک جو سشر دھانند نے آریہ قوم میں پیدا کی تھی۔ دن بدن مختلف صورتوں میں ترقی کر رہی ہے مسلمان ہیں کہ وہ آپس میں لڑنے جھگڑنے سے فرصت نہیں پاتے علماء ہیں کہ انکی تمامتر توجہ اب گورنمنٹ کے کچلنے اور گاندھی تحریک کو کامیاب بنانے میں لگی ہوئی ہے۔ حالت یہ ہو رہی ہے کہ وہ قوم جسکے ساتھ اتحاد و اتفاق پر سب کچھ قربان کیا جا رہا ہے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے۔ ہم اتحاد اور اتفاق کے سب سے بڑے اور زبردست حامی ہیں کیونکہ اسلام دنیا میں امن اور سلامتی کا دین ہے اور عالمگیر امن اور صلح کے کفیل صرف اسلام ہی کے اصول ہیں مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ ہم اتحاد پر اسلام کو قربان کر دیں ×

پرکاش وغیرہ آرین اخبارات کا مطالعہ مسلمانوں پر اس حقیقت کو بے نقاب کر دیگا کہ کس زور شور سے مسلمانوں کو شدھ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں یہانتک کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی شدھی سبھائیں قائم کرنیکی تحریک ہے یہ وقت اسلام کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی ہر قسم کی قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہماری جماعت اس مخصوص کام کیلئے ایک برگزیدہ جماعت ہے۔ اور جو کام ابتک اسنے کیا ہے وہ بھی نمائش اور داد کے لئے نہیں بلکہ اپنا ایک فرض یقین کرکے اور اسی طرح وہ اپنے قدم کو تیز کئے جا رہی ہے مگر اب ضرورت ہے کہ اسکے لئے اور بھی مضبوطی سے قدم اٹھایا جاوے۔ میں معزز ہمعصر نور کا ہم آہنگ ہوں وہ عرصہ سے ان خطرات کو محسوس کرکے توجہ دلا رہا ہے لیکن ابھی تک کوئی مستقل مشن اس مقصد کے لئے قائم نہیں کیا گیا صیغہ تالیف و اشاعت کے ناظر صاحب کو جلد سے جلد اسطرف توجہ کرکے ایک مشن اس مقصد کے لئے قائم کرنا چاہیئے انفرادی طور پر کام کو ہم پسند نہیں کرتے اب خاموشی اور سہل انگاری کا وقت نہیں دوسرے مسلمان اگر بدقسمتی سے ان تحریکوں میں خود کچھ نہیں کر سکتے تو وہ کم از کم ہماری راہ میں مشکلات پیدا نہ کریں یہ ہمارا نہیں بلکہ اسلام کا مقابلہ ہے اور خدا تعالیٰ کو یہ پسند نہیں بہرحال اسوقت ضرورت ہے کہ نہ صرف آریہ قوم کے ان حملوں کو جو وہ اسلام پر کر رہی ہے روکا جاوے بلکہ بلکہ حقیقی امن اور سچا اتحاد پیدا کرنے کے لئے کل ہندوستان کو اسلامی تعلیمات کا حامل بنا دیا جاوے ×

احمدی راجپوتوں کیلئے غور طلب

میرے مکرم بھائی حاجی غلام احمد خان ساکن کریام اپنی نیک اور نمونہ کی زندگی کے لئے جالندھر اور ہوشیارپور میں خاص طور پر ممتاز ہیں ان کے گاؤں کریام میں احمدیوں کی ایک بڑی جماعت ہے حاجی صاحب کا دوسرا نکاح وہاں ہی ہونے والا تھا مگر اس نکاح میں عرصہ سے بعض روکیں اور مشکلات تھیں۔ راجپوت قوم میں سب سے زیادہ پابندیاں شادی بیاہ میں ہوتی ہیں اور باوجودیکہ اسوقت عام طور پر جاہلیت کی رسموں کو توڑا جا رہا ہے اور ہمارے احمدی بھائی بہت بڑی قربانی کرکے سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور اکثر رسومات کو وہ توڑ بھی چکے ہیں مگر ابھی تک بعض رسموں کا اثر ان میں باقی ہے۔ منجملہ ان کے چھتوں اور مکانوں کا ایک دیرینہ سوال ہے اور ایسا ہی جہاں لڑکیاں لیتے ہیں وہاں دیتے نہیں۔ اس نکاح میں بھی اس قسم کی مشکلات کا ایک سلسلہ چلا آتا تھا۔ ایام جلسہ میں اسکے متعلق کوشش کیگئی مگر اس خیال سے کہ جماعت کے اتحاد کو اس سے صدمہ نہ پہنچے چوہدری صاحب اس قربانی کے لئے آمادہ اور طیار تھے کہ باوجود لڑکی والوں کے بیحد اصرار کے وہ نکاح نہ کریں۔ حضرت اولوالعزم ایدہ اللہ نے جو جماعت کی اصلاح اور فلاح کے لئے کسی مشکل کو مشکل ہی نہیں سمجھتے یہ دیکھ کر کہ اس رسم کو توڑنا چاہیئے نکاح کرنے کیلئے حکم دیا اسلئے جلسہ کے بعد یہ نکاح خود حضرت خلیفۃ المسیح نے بعد نماز جمعہ پڑھا ×

یہ امر جماعت کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح دوست ان مخلصین کے نکاح کا خود اعلان فرماتے ہیں جنکے متعلق آپ کو کامل یقین ہوتا ہے کہ ہر امر میں آپ کے فیصلہ کو شرح صدر سے قبول کرتے ہیں ×

حضرت نے اپنے خطبہ میں ذات پات کے رواج اور پابندیوں کی برائیوں کو بیان کرتے ہوئے اس امر پر اظہار افسوس فرمایا کہ ہماری قوم میں یہ قیود حد سے زیادہ ہیں اور اسپر بھی افسوس فرمایا کہ ابھی تک احمدی راجپوتوں میں بھی اس قسم کی قیود پائی جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ چھت اور مکان (گھر کی چھت وغیرہ) کے قائم رہنے کے لئے دعا کرتے ہیں مگر میں اس چھت اور مکان (راجپوت برادری کے اصطلاحی چھت اور مکان) کے گر جانیکی دعا کرتا ہوں۔

احمدی راجپوتوں کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ان الفاظ پر غور کرنا چاہیئے اب یہ چھت اور مکان یقیناً نہیں رہ سکتے خدا کے مامور و مرسل کے جانشین اور خلیفہ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ نہیں نہیں اسکی دعا اپنا اثر اور نتیجہ پیدا کئے بغیر نہ رہیگی اور مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس نیک اور بابرکت کام میں قدم آگے بڑھائیں گے اور جاہلیت کی اس ذلیل کن رسم کو دور کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ اب تو وہ قومیں جنہیں ذات پات کی پابندیاں مذہبی اعتقادات کی بنا پر قائم تھیں) بھی ذات پات کے اصولوں کو توڑ رہی ہیں اور ان میں

ذات پات توڑک منڈل

قائم ہو رہے ہیں پھر کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ مسلمانوں اور احمدی مسلمانوں میں ابھی تک اس قسم کی پابندیاں ہوں اور وہ بھی اپنی ہی قوم میں جیسے چھت اور مکانوں کا جھگڑا ہے اب وقت آگیا ہے کہ ان تمام چھتوں اور مکانوں کو توڑ کر

ایک احمدی احاطہ قائم کیا جاوے

اور اس میں نئے مکان تقوی اور طہارت کی [illegible] پر اٹھائے جاویں

بچوں نما ساور رحمان کے اثرات بھی دور دیکھیں۔ اور یاد رکھو اگر تم خود خدا کی رضا کے لیے اور جماعت کے اتحاد کے لیے اس روک کو دور نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہو چکا ہے اب یہ مکان اکٹھے قائم نہیں رہ سکتے اور بہت ہی قریب ہے وہ زمانہ جب کہ ان بھتوں اور مکانوں کو

خاویۃ علیٰ عروشہا

دیکھو گے۔

غرض حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خطبہ میں ان بچوں اور مکانوں کے گرنے کی دعا کی اور یہ بھی فرمایا کہ بعض لوگ دوسروں کی لڑکیاں تو لے لیتے ہیں لیکن انکو دیتے نہیں اور اسطرح انکو ذلیل سمجھتے ہیں ایسے لوگ **بے حمیت** ہیں جو پھر انکو لڑکیاں دیتے ہیں ان کے اس نخوت اور تکبر کو توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ انکو ہرگز لڑکیاں نہ دی جائیں۔

حقیقت میں سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک طرف تو راجپوت قوم کے احساسات اس معاملہ میں بڑے زبردست ہیں مگر یہ بات کیوں انکو سمجھ نہیں آتی کہ جب ایک شخص انکی لڑکیاں لیتا تو ہے مگر ان کو دیتا نہیں تو کیا وہ انکو ادنیٰ اور ذلیل نہیں جانتا پھر کیونکر غیرت تقاضا کرتی ہے کہ اس سے تعلقات قائم کریں۔ بہرحال اب **راجپوت قوم** کے احمدیوں کے لیے اس سوال کو ہمیشہ کے لیے عملی طور پر طے کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

حاجی صاحب کا یہ نکاح اس قسم کی رسم کا توڑنے والا ہے اور اسی وجہ سے حضرت صاحب نے خاص طور پر اسمیں دلچسپی لی۔ میں احمدی راجپوتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص اور صدق کا نمونہ دکھانے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں گے اور جماعت کے اتحاد کے لیے جو بھی روک راہ میں آ سکتی ہے اسے دور کرنے کے لیے اپنی روایتی **وفاداری** اور حوصلہ سے کام لیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے۔ آمین

ہندو مسلم اتحاد کی

(قیمت)

چند مہینوں یا چند سالوں سے ہندو مسلم اتحاد کی شہرت ہندوستان کے کوچہ کوچہ میں گونج رہی ہے ایک ہی ملک میں رہ کر اتحاد باہمی کی ضرورت کا احساس کون ہے جو نہ کرے گا وہ لوگ غلطی پر ہیں جو یہ نہیں جانتے مگر حالات حاضرہ پیش پیشگوئی کر رہے ہیں کہ اس اتحاد کا اکثر حصہ محض نمائشی ہے یا تھا دوسرے الفاظ میں کہا جائے گا کہ ہندو مسلم دونوں جانب کے لیڈروں میں اسکی بابت اہلیت کا بہت کم اظہار ہوا ہے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ بعض لیڈر احباب کو اسکی حقیقت کا علم ہے مگر وہ دیکھ رہے ہیں کہ شاید اسمیں کبھی صداقت کی روح حلول کر جائے۔

ہم مہاتما گاندھی اور دیگر ہندو مسلم لیڈروں کی نیت پر حملہ نہیں کرتے لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ابھی تک ہندو مسلم اتحاد کی بنیادیں سخت کمزور اور کھوکھلی ہیں زیادہ تر مدار اتفاق و اتحاد کا دونوں طرف کے عوام پر کچھ وسا ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ دونوں طرف کے عوام اس کوچہ سے ایک بہت کچھ دور ہیں اور جب ان کے میں بعض جوشیلے لوگ ہوں تو اور بھی بہت کچھ مضبوط ہو جاتا ہے۔

حالات موجودہ کہہ رہے ہیں کہ جو بعض لوگوں کو اندیشہ تھا وہ ہی تھی ہے اور یہ چھڑا ہے کی ہنڈیا کبھی نہ کبھی ٹوٹ کر رہیگی عدم تعاون کی قیود تو عملی رنگ میں کم سے کم پنجاب کے صوبہ میں بہت کچھ ٹوٹ چکی ہیں اور باقی کی خیر نظر نہیں آتی اگر یہی حالت رہی تو بنی بنائی بات بگڑ کر رہے گی۔

یہ ملک اور اقوام ہند کی بدقسمتی ہے کہ یہ کھیل بن بن کر بگڑ جاتا ہے اور اسکی کوئی کل بھی سیدھی نہیں رہتی آجتک بعض اقوام کے خیر خواہ کچھ کی کچھ تجویزیں تکمیل صلح و اتحاد کی بتاتے ہیں چنانچہ لالہ خوشحال چند خورسند نے یہ انوکھی تجویز پیش کی ہے کہ

جب تک چھ کروڑ سابقہ مسلمان واپس نہ ہوں

تب تک صلح و اتحاد نامکمل ہے

مسلمان آیندہ کے واسطے ہندوؤں کو مسلمان نہ کریں۔

گویا دوسرے الفاظ میں بقول پیسہ اخبار کے مسلمانوں کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ موجودہ مسلمان اسلام ترک کر کے ہندو بن جائیں کیونکہ سوائے اسکے یہ سوال حل نہیں ہو سکتا ہمیں امید ہے کہ لالہ جی نے اسکی دشواریوں اور سہولت پر غور کر لیا ہو گا یہ تو موجودہ نسلوں کی بات فیصلہ ہوا جو روحیں دوسرے جہان میں منتقل ہو چکی ہیں وہ اپنا فیصلہ خود کر سکتی ہیں۔

لالہ صاحب نے جو صورت اتحاد ہندو مسلم کی نکالی ہے شاید موزوں ہو مگر انہیں یاد رہے کہ موجودہ نسلیں اس ڈگر پر بہت ہی مشکل سے آ سکتی ہیں گویا ان کے رگ و ریشہ میں اسلام اب اچھی طرح سرایت کر چکا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم یہ کہیں کہ یہ اتحاد اور اتفاق ایسی صورت میں کامیاب اور مکمل ہو سکتا ہے کہ جب ہندو اس چھ کروڑ کے ساتھ مل جائیں

ایں خیال است و محال است و جنوں

افسوس بایں حالات ہندو مسلم کا جنازہ عنقریب اٹھنے کو ہے ان لوگوں کی فتح ہے جو شروع ہی سے اسپر شک کرتے تھے دونوں طرف کے لیڈر سوچیں اور بالخصوص مسلمان حالات پر نظر کر کے اپنی جگہ تلاش کریں ہندو تو ان سے اس صورت میں صلح رکھ سکتے ہیں کہ جب مول معہ سود ادا کریں اور چھ کروڑ مسلمان پھر ہندو بن جائیگا ان کا سوال درمیان میں ہی رہا یہ انوکھا سوال ارتداد مذہب کا اور اٹھ کھڑا ہوا دونوں فریق ہوشیار ہو کر اپنی اپنی پوزیشن صاف کریں اور جو یہ حالات موجودہ مناسب راہ ہو اسپر چلیں کیونکہ ان تلوں میں تیل نہیں۔ (راقم دیکھے)

سرپرستان الحکم

اخبار کی پیشگی اور بقایا قیمت کی وصولی کے لیے قیمت طلب پیکٹ جاری ہو گیا ہے۔ اخبار وصول فرما کر اپنے خادم قدیم کی اعانت فرماویں۔

خاکسار عرفانی

اخبار الحکم کے پرانے فائلوں کے متعلق ایک ضروری اعلان

اخبار الحکم کے پرانے فائل **سلسلہ عالیہ احمدیہ** کی ایک **جامع تاریخ** ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **عہد نبوت** کی مستند اور جامع تاریخ جس میں حضور کے **کلمات طیبات۔ مکتوبات۔ الہامات** اور **نشانات** کے علاوہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ** کے جلیل القدر بزرگوں کی **تقریریں۔ خطوط مباحثے** اور **فتاوے** درج ہیں۔ **الحکم** کے پرانے فائلوں میں انکو ملے گی۔

جو ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۸ء کے ہیں

یہ فائل نہایت نادر و نایاب اور مسیح قصرت نزلنہ کے امین ہیں۔ ایسا ہی

پیغامی فتنہ کی ابتدائی تاریخ اور اسکے لیڈروں کی حقیقت سے

آگاہ ہونا چاہو تو یہ بھی الحکم کے ان فائلوں میں ملیگی جو حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ہیں۔

یعنی

۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک

ان مکمل فائلوں کی قیمت ایکسو پچاس روپیہ ہے جو بذریعہ اقساط بھی وصول ہو سکتی ہے

سردست صرف پہلی ۶۰ درخواستوں کی تعمیل ہو گی۔ اس قیمتی موقع کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے سر دست صرف درخواستیں لی جائیں گی۔

ہم خرما و ہم ثواب اسی کو کہتے ہیں

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب مجاہد مصر کی اعانت کے لیے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی کتاب **تاریخ ماالآبار (جلد ۱)** کی چند کاپیاں خرید لیں۔ صرف دو سو کاپیاں دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ ایک کاپی کی قیمت ۱۰/ ہے۔ **سلسلہ کی تاریخ** کا یہ کتاب ایک حصہ ہے۔ پس آپ اس کتاب کو ضرور خریدیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔

خاکسار **عرفانی دفتر الحکم قادیان** دارالامان

مجاہد مصر کا سفر نامہ

نمبر سوم

(سلسلہ کیلئے دیکھو اخبار ۱۴ جنوری ۱۹۲۲ء)

چونکہ ایسے علاقے میں آئیں۔ جو ہندی بیاری والا ہو۔ یہاں پر پولیس دو قسم کی ہے۔ بحری اور بری۔ بحری پولیس کی وردی سفید اور ترکی ٹوپی ہے۔ اور بری کی خاکی وردی عدنی سپاہیوں کے سر پر ترکی ٹوپی مجھ کو کیسی پیاری معلوم ہو رہی تھی۔ میں اس کا اندازہ لفظوں میں نہیں بتلا سکتا۔ سمندر کے قریب خوبصورت مکانات بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ سرکاری دفاتر اسی جگہ تھے۔ ٹامس کک کا دفتر بھی سمندر سے قریب ہی ہے۔ میں اُستاد اعظم صاحب کیساتھ انکے ایک سندھی دوست کی دوکان پر گیا۔ اور وہاں سے بازار کیطرف چلے گئے۔ جگہ جگہ دوکانوں پر عربی کے بورڈ لگے ہوئے تھے۔ مجھے وہ نظارہ کیسا بھلا معلوم ہوا۔ ایک بورڈ پر میری جان فدا ہو رہی تھی۔ میرا دل چاہتا تھا۔ کہ میں ہر ایک بورڈ سے لپٹ کر ملوں۔ آہا! عربی زبان کہیں لکھا ہے۔ حکیم السنون اور کہیں حکیم العیون۔ مارکیٹ میں کہیں لکھا ہے سوق اللحم۔ سوق الخضریات اور کہیں سوق سماک ہمارے پیچھے بشیار سومالی اور بربری لڑکے اپنی اپنی زنبیلیں اٹھائے پھر رہے تھے۔ وہاں میں نے آم۔ تربوز۔ کیلا وغیرہ بھی بکتے دیکھے لوگ سفید پوش اور بے فکر تھے۔ قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں بیٹھے گپیں مارتے تھے۔ عورتیں سڑکوں پر کم چلتی نظر آئیں جو نظر آئیں۔ وہ منہ پر سرخ نقاب ڈالے ہوئے۔ گلیوں پر نمبر لگے ہوئے۔ اردو بولنے والے لوگ ملتے تھے۔ یہاں ہندوؤں کی تجارت بہت زور پر ہے۔ کہ ہندوستانی وہاں ہیں۔ موٹریں بہت چلتی ہیں۔ اصل عدن شہر فاصلے پر تھا۔ چیزیں خرید کر جب ہم دوکاندار کے آگے۔ تو وہاں پر عباز میں جو ڈاکٹر صاحب آگے تھے۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہیں۔ بہت خوشی ہوئی۔ انکا نام عبد الرسول تھا۔ وہ بھی سندھی تھے۔ بہت باتیں ہوئیں۔ [illegible] امور میں بھی گفتگو ہوئی۔

سندھی صاحب کے مکان پر کھانا کھایا۔ ایک میز پر میں اور ڈاکٹر صاحب اور ایک ہندو برہمن شنکر اچاریہ کرشنا بھگوت کھا رہے تھے۔ برہمن صاحب گوشت اور انڈے بہت اچھی نیت سے کر رہے تھے۔ میں برہمن صاحب کی اس گوشت اور انڈے کی محبت دیکھ کر حیران ہوا۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ گوشت۔ انڈا اجہاز میں ہی کھانا سیکھا ہے۔ مجھ کو ساری کھانے میں سے مرچوں کے اچار نے اور ماش کی دھلی ہوئی دال نے بہت مزا دیا۔

اس کے بعد ہم نے عدن دیکھنا چاہا۔ موٹر یہاں کرائے پر کثرت سے چل رہی ہیں۔ مدنی سواری آتا جاتا کر کے ہم عدن کو روانہ ہوئے۔ یہ جگہ بندرگاہ سے پانچ میل ہے۔ نظارہ بہت ہی دلفریب ہے۔ ایک طرف سمندر تھا جس کا رنگ نیلا نیلا تھا اور ساکن تھا۔ بیچ میں بہت سے جہاز کھڑے اور سینکڑوں کشتیاں ادھر سے ادھر جا رہی تھیں اس سے ریل کی سڑک تھی۔ جو عدن ریلوے تھی۔ جس پر A R لکھا ہوا تھا۔ اس سے اوپر موٹروں کا راستہ تھا۔ اور اس سے اوپر عالیشان پہاڑ تھا۔ دونوں راستوں کے درمیان قبرستان تھا۔ سڑک گھومتی ہوئی بلندی کی طرف جا رہی تھی۔ جس کی شکل یوں تھی:۔

سمندر | ریل | پہاڑ

عدن نشیب میں ہے۔ موٹروں کی چڑھائی اور اترائی کا نظارہ بہت دل پسند تھا۔ یہ نظارہ دیکھکر طبیعت خدا کی قدرتوں کا معائنہ کرنے کے لئے جھک گئی۔ سمندر اپنی تجلیات دکھلا رہا تھا۔ سمندری کارخانہ خدا کی تفصیل گنوا رہا تھا۔ ریل مسیح موعود کی آمد کی خبریں سنا رہی تھی۔ گھر اور قبرستان۔ اس دنیا کے آنی جانی ہونے کا سبق دے رہے تھے۔ اور یہ کہہ رہے تھے کہ معدوم تصور ہم و بدو قبور ہم۔ انسانی ترقیات کے انجام کی داستان نہایت خاموشی کے الفاظ میں میرے کانوں میں ان قبروں سے نکل کر آ رہی تھی۔ اور مجھکو ساری دنیا فانی نظر آنے لگی۔ میرے سامنے جو پہاڑ تھا۔ وہ خدا کی طاقت خدا کی جلدی کی داستان بہت بلند ہو کر سنا رہا تھا۔ مگر میں اپنے خیال میں ان پہاڑ سے بھی مقام پر کھڑا تھا۔ اور میں ایک نہایت تیز چشم کی روشنی میں کچھ چیزیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے سب کچھ دیکھکر اپنے نفس سے سوال کیا کہ اسقدر سامان۔ راحت اسقدر ترتیبوں کا آخر انجام کیا ہے تو دل سے ایک ہندی کی ساتھن کے بعد جواب ملا۔ کہ موت۔ کنج تنہائی غربت خاک۔ لوگ ان مقابر کے پاس سے منہ اٹھائے گذرتے چلے جاتے ہیں۔ موٹریں تیزی سے گذر گئیں۔ مگر میں اپنے خیال میں رہیں تھا میرا دل دنیا سے بیزار ہو گیا۔ اور عبرت کی کتاب بہت کھلے ورقوں میں لکھی ہوئی پڑھی۔ سمندر نے بھی مجھکو کہا خدا اکبر ہے زمین نے بھی خدا اکبر ہے ملوے کی۔ ریل نے بھی کہا خدا اکبر ہے۔ پہاڑ نے بھی کہا خدا اکبر ہے۔ اور اونٹوں نے بھی کہا خدا اکبر ہے۔ اور قبرستانوں نے بھی خاموشی سے کہدیا۔ کہ خدا اکبر ہے۔ میرے اندر سے جوش کے ساتھ نکلا۔ افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت۔ فذکر انما انت مذکر۔ لست علیھم بمصیطر الا من تولی وکفر۔ فیعذبہ اللہ العذاب الاکبر۔ ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم۔ غرض انہی خیالات میں میں غرق تھا کہ ساحل نے مجھکو کہا۔ کہ سردار صاحب دیکھئے۔ یہ پہاڑی کاٹ کر کس خوبصورتی سے راستہ بنایا ہے۔ ان کی بات نے مجھ کو میرے عالم خیال سے بیدار کر دیا۔ ہم ایک ایسی جگہ پہنچے۔ جہاں بڑے بڑے حوض پہاڑ کھود کر بنائے گئے۔ اور بنانے والے کی شان و شوکت اور طاقت و قوت کا پتہ دے رہے تھے۔ ایسے بڑے حوض میں نے اپنی عمر میں نہ دیکھے تھے۔ جو عجائبات عالم میں تھے۔ اور وہ اس لئے بنائے گئے تھے کہ بارش کا پانی وہاں جمع ہو۔ وہاں کا رسالہ ایک ہندوستانی بڈھا دلیر خاں نامی تھا۔ جو ۔۔ سال سے وہاں ہے۔ اُستاد اعظم صاحب نے ان حوضوں کی نسبت اپنے قصے سنائے۔ کہ یہ راجہ میگستانھ نے بنوائے تھے۔ مگر دلیر خاں نے کہا۔ کہ ان کی صحیح تاریخ نہیں ملتی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ شداد نے بنوائے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ نوشیروان نے بنوائے تھے۔ دلیر خاں کا بیان کچھ صداقت لئے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ پہاڑ اس طرح بنایا گیا ہے۔ گویا تراش کے بنایا ہے۔ اور پہاڑوں پر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئیں۔ اور ایسے مقامات بھی معلوم ہوئے۔ کہ ان کے اندر یعنی پہاڑ کے اندر گہرے گہرے ایک کنواں ایک سو پچیس فٹ گہرا کھود کر بنایا گیا تھا۔ غرض یہ حوض اور پہاڑ بنانے والے کی شوکت اور قوت کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن موت نے ان سب کا صفایا کر دیا۔ اور اس امر نے بھی مجھکو بتایا کہ اللہ اکبر۔ آج لوگ ان مقامات پر تفریحاً آتے ہیں۔ ان گہرے تالابوں میں جو اس وقت خالی تھے۔ لڑکے پھرتے تھے۔ جو پیسہ مانگتے تھے۔ میں نے بھی ان کے لئے پیسے پھینکے۔

جب ہم کوئیں پر گئے۔ جو بہت گہرا تھا۔ تو ایک آدمی نے کنکر پھینک کر بتایا۔ کہ دیکھئے کس دیر سے جاتا ہے۔ اور بعد میں سلام کیا۔ کہ کچھ اس کو دیں۔ وہاں پر میں نے بھیک مانگنے والے بہت پائے۔ واللہ اعلم شاید میرے ہی ساتھ اتفاق ہوا۔

دلیر خاں نے بتلایا۔ کہ اسی عدن مقام پر شاہان غسان نے حکومت کی۔ ان کے یہاں قلعے تھے۔ اور شداد نے اس جگہ جنت بنائی تھی۔ جو زمین میں غرق ہو گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مگر میں نے دیکھا کہ عدن درختوں سے بالکل محروم ہے۔ اور وہاں پر میں نے کوئی درخت نہ پایا۔ اگر کوئی تھا۔ تو نہ ہونے کے برابر۔ یہ اس قدیم سلطنت عربیہ کی شان دیکھ کر اور پھر خدا کی جلال کا نظارہ کر کے ہم موٹروں پر سوار ہو گئے۔ میں دلیر خاں کو انعام دیئے۔ اور وہاں سے رخصت ہوئے۔ عدن سے واپسی پر پھر چڑھائی چڑھتے ہوئے خاموشی کے ساتھ ایک جنازے کا جلوس دیکھا۔ جس کے آگے پیچھے لوگ جا رہے تھے۔ ایک سناٹا تھا۔ میری طبیعت پھر اس امر کو دیکھ کر سخت متاثر ہوئی اور انسانی ہستی کی کتاب پر دوسری دفعہ نظر پڑی۔ اور اس دنیا میں آنے اور جانے کی مثال ایسی ہی نظر آئی۔ جیسے ہم موٹر میں چڑھ کر آئے اور اب موٹر میں بیٹھ کر واپس ہو رہے ہیں۔ اس قلیل عرصہ میں جو کھایا گیا کھا لیا۔ جو دیکھا گیا دیکھ لیا۔ اور چلتے ہوئے اسی طرح انسان بطن مادر میں سوار ہو کر آتا ہے۔ اور انسانی کندھوں پر چڑھ کر چلا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت ہماری عدنی سیر سے ہرگز زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ جس طرح سے ہم عدن کی زمین سے جب نکلے۔ ہمارا نام ہی وہاں سے مٹ گیا۔ لیکن وہاں کی موجودگی میں دلیر خاں جیسے آدمی حضور حضور کر کے قصے سنا رہے تھے۔ اسی طرح اس عالم دنیا میں انسان آتا ہے۔ کئی دلیر خاں اس انسان کی شدادی باغ اور شدادی حوض دکھانے اور میٹھے قصے سنانے کیلئے موجود ہوتے ہیں۔ اور حضور حضور کہکے اس کا دل خوش کرتے ہیں۔ مگر جب وہ واپس جاتا ہے۔ تو ان کے آنیوالے کی انتظار لگ جاتی ہے جانے والوں کا نام بھی نہیں لیتے۔ ہماری موٹر اس جنازے کے پاس سے گذر گئی۔ عالم فنا سے آیا۔ عالم فنا میں فنا ہو جاتا ہے۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت۔ قومیں جو گوشہ گمنامی میں ہوتی ہیں۔ ایک دن اٹھتی ہیں آخر دوسرے عالم میں مدفون ہو کر ایک وقت اٹھتی ہیں پھر اسی گوشۂ گمنامی میں چھپ جاتی ہیں۔ ہم جہاز سے چلے۔ پھر جہاز میں آگئے۔ جہاز سے ۔۔۔ [illegible]